تقریر بابت صداقت مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

تقریر

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

(تقریر نمبر10)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (الجمعہ:3-4)

وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مَے ان کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الّذی اخزی الاعادی

سامعین کرام! حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار پر مشتمل جو قطعہ مَیں نے ابھی آپ کے سامنے پڑھا ہے، اُس کے دوسرے مصرع ”صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا“ کے تحت جس موضوع کو خاکسار نے چُنا ہے وہ قبولیتِ دعا کے بارہ میں ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے کہ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ یعنی اے بندو! تم لوگ مجھ سے دعائیں مانگو! مَیں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔ اِدھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو دعا مانگنے کا کہا اُدھر اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی امت کو بھی دعاؤں کی اہمیت سمجھائی اور اس کے فوائد کا ذکر فرماتے ہوئے اپنی امت کو دعائیں مانگنے کی ترغیب دلائی اور فرمایا کہ لَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰہِ مِنَ الدُّعَآءِ یعنی اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا سے بڑھ کر عزت والی کوئی چیز نہیں ہے۔

(ترمذی باب فضل الدعاء)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایسی کایا پلٹی جس نے اُنہیں ایک خدا کی عبادت کرنے والا اور ہمہ وقت اُس کے ذکر سے اپنی زبانوں کو تر کرنے والا بنا دیا۔ صحابہؓ نے جہاں اپنے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کی قبولیت کے نشان دیکھے۔ وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں خود اپنی قبولیت کے نشانات بھی دیکھے اور یہی قبولیت کے نشانات اور اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان تھا جس نے ان کو مزید توکّل کرنے والا اور دعاؤں پر یقین کرنے والا بنا دیا اور پھر وہ اُس مقام تک پہنچ گئے جہاں وہ ہر روز اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے دیکھتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ بھی خوشخبری دی تھی کہ صرف یہی لوگ نہیں جن پر میرے پیار کی نظر ہے اور جو دنیا کی ہدایت کا موجب بن رہے ہیں۔ جن کی دعاؤں کو مَیں تیری وجہ سے قبولیت کا درجہ دیتا ہوں اور دوں گا۔ تیرا چلایا ہوا یہ

سلسلہ ختم نہیں ہو گا۔ بلکہ قرآن کریم میں بیان آخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (الجمعة:4) کہ تیری اِتباع میں ایک شخص آخرین میں بھی مبعوث ہو گا، جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ لیکن وہ مبعوث ہو کر تیری پیروی کی وجہ سے ان میں بھی ایک روحانی انقلاب پیدا کر دے گا۔ وہ بھی قبولیتِ دعا کے خارق عادت نشانات دکھائے گا اور اس کے ماننے والے بھی دعا کی قبولیت کے خارق عادت نشانات دکھائیں گے۔

آج ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں بھی ایسے بہت سے لوگ دیکھتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قبولیتِ دعا کے نشانات دکھا کر دوسروں کے لئے اتمامِ حجت یا ہدایت یا ایمان میں زیادتی کا باعث بنایا۔ آج خاکسار اپنی تقریر میں وقت کی مناسبت سے کچھ قبولیت دعا کے واقعات پیش کرے جن سے صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں کچھ ایسی مماثلت اور مشابہت نظر آتی ہے کہ بندہ بے اختیار کہہ اٹھتا ہے کہ

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

سامعین! حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ہمیں ایک شخص کے بارے میں بتایا۔ وہ شخص اپنے گھر گیا اس کے گھر میں کھانے پینے کے لیے کچھ نہ تھا۔ اس سے اپنے گھر کی حالت دیکھی نہ گئی۔ وہ اضطراب اور پریشانی کی حالت میں باہر نکل گیا۔ اپنے خاوند کی حالت دیکھ کر بیوی کے دل پر چوٹ سی لگی۔ چکی نکالی، تنور میں آگ جلائی اور اللہ کے حضور دست بہ دعا ہو گئی۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا اے اللہ! ہمیں رزق عطا فرما۔ اچانک چکی چلنے لگی۔ اس نے چکی کے پاس پڑے ہوئے برتن کو دیکھا وہ بھر چکا تھا۔ تنور کو دیکھا وہ بھی بھرا ہوا تھا۔ خاوند جب گھر آیا تو اسے اپنے گھر کی حالت بدلی ہوئی محسوس ہوئی۔ گھر سے کھانے کی مہک اٹھ رہی تھی۔ اس نے اپنی بیوی سے استفسار کیا۔ کیا میرے بعد تمہیں کچھ ملا ہے۔ وہ کہنے لگی۔ ہاں! ہمارے رب نے ہمیں رزق فراہم کیا ہے۔ پھر اُسے ساری بات بتائی۔ شوہر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا ہمیں چکی کا پاٹ اٹھا کر دیکھنا تو چاہیے کہ کتنی گندم باقی ہے؟ جب اُس نے پاٹ اٹھایا تو فراہمی رزق کا یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ نے بند کر دیا۔ اس سارے معالے کی خبر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے فرمایا ”اگر وہ چکی کا پاٹ نہ اٹھاتا تو یہ قیامت تک اِسی طرح گھومتی رہتی اور خوراک فراہم کرتی رہتی۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث10658)

حضرت خلیفۃُ المسیح الاولؓ بیان فرماتے ہیں کہ

”ایک دفعہ مَیں اچھے استاد کی تلاش میں وطن سے دُور چلا گیا۔ تین دن کا بھوکا تھا مگر کسی سے سوال نہیں کیا۔ مَیں مغرب کے وقت ایک مسجد میں چلا گیا مگر وہاں کسی نے مجھے نہیں پوچھا اور نماز پڑھ کر سب چلے گئے۔ جب مَیں اکیلا تھا تو مجھے باہر سے آواز آئی۔ نور الدین! نور الدین! نور الدین! یہ کھانا آکر جلد پکڑ لو۔ مَیں گیا تو ایک مجمع میں بڑا پُر تکلّف کھانا تھا۔ مَیں نے پکڑ لیا۔ مَیں نے یہ بھی نہیں پوچھا کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے کیونکہ مجھے علم تھا کہ خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ مَیں نے خوب کھایا اور پھر برتن مسجد کی ایک دیوار کے ساتھ کھونٹی پر لٹکا دیا۔ جب مَیں آٹھ دس دن کے بعد واپس آیا تو وہ برتن وہیں آویزاں تھا جس سے مجھے یقین ہو گیا کہ کھانا گاؤں کے کسی آدمی نے نہیں بجھوایا تھا۔ خدا تعالیٰ نے ہی بجھوایا تھا۔“

(حیات نور از عبد القادر سوداگر مل باب اول صفحہ 24-25)

سامعین! حضرت کعب بن مالکؓ کے بیٹے حضرت معاذؓ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حضرت معاذؓ کے ساتھ عجیب سلوک تھا۔ وہ نہایت حسین بھی تھے۔ بہت سخی بھی تھے۔ ان کی دعائیں بھی بہت قبول ہوتی تھیں۔ جو اللہ تعالیٰ سے مانگتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں عطا بھی کر دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ان سے خاص معاملہ تھا۔ اگر قرض چڑھتے بھی تھے تو اُترنے کے سامان بھی اللہ تعالیٰ فرما دیتا تھا۔ ایک عجیب فہم و فراست اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی ہوئی تھی۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد20 صفحہ30 تا32)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ بیان فرماتے ہیں:

”1905ء میں مَیں ملازم ہوا اور ملازم ہوتے ہی تین ماہ کے اندر اتنا مقروض ہو گیا کہ اس سے مجھے سخت تکلیف محسوس ہوئی اور اتنی پریشانی پڑی کہ آخر مَیں نے دعا کی کہ 'یا اللہ! مجھے کبھی قرض کی بلا میں نہ پھنسائیو' اور پھر اسی وقت یقین آ گیا کہ اب یہ منظور ہو گئی۔ اب تیس سال کے بعد مَیں اس بات کے اظہار میں کوئی حرج نہیں دیکھتا

کہ مَیں یہ بیان کروں کہ پھر کبھی مجھ پر کسی قسم کا قرضہ نہیں چڑھا اور مَیں ان تیس سال کی ہر رات قرضے کی طرف سے اس آرام اور بے فکری کی نیند سویا ہوں کہ میرا دل ہی احسان الٰہی کی قدر کر سکتا ہے۔‘‘

(روزنامہ الفضل 23 اکتوبر 2023ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو سیاسی حالات کی وجہ سے مہاراجہ جموں کشمیر نے ملازمت سے علیحدہ کر دیا تھا لیکن بعد میں حالات کے سُدھرنے پر مہاراجہ صاحب کو خیال آیا کہ مولوی صاحب ایک بہت بڑے حاذق طبیب تھے ان کو ملازمت سے علیحدہ کرنے سے ہم سے ظلم اور ناانصافی ہوئی ہے انہیں واپس لانے کی کوشش کرنی چاہیے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے انکار کر دیا۔ چونکہ مہاراجہ کو اس ناانصافی کا شدت سے احساس تھا اس لیے انہوں نے اس کا ازالہ کرنے کی یہ تجویز کی اب کی مرتبہ جنگلات کا ٹھیکہ صرف اس شخص کو دیا جائے جو منافع کا نصف حصہ حضرت مولوی صاحب کو ادا کرے۔ چنانچہ اسی شرط کے ساتھ ٹینڈر وصول کیے گئے جس شخص کو ٹھیکہ ملا تو اُسے ٹھیک تین لاکھ نوے ہزار روپیہ کا منافع ہوا جس کا نصف ایک لاکھ پچانوے ہزار بنتا تھا اور اسی قدر حضورؓ کے ذمہ ایک قرض تھا۔ چنانچہ جب روپیہ حضورؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو حضورؓ نے فرمایا کہ یہ روپیہ ریاست میں واپس لے جاکر فلاں سیٹھ کو دے دیا جائے۔ ہم نے اس کا قرض دینا ہے۔ دوسرے سال مہاراجہ نے پھر اسی شرط پر ٹھیکہ دیا لیکن جب منافع کا نصف حصہ حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا تو حضور نے لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ نہ اس کام میں میرا سرمایہ لگا ہے نہ مَیں نے محنت کی۔ مَیں اس کا منافع کیوں لوں؟ ٹھیکیدار نے کہا جناب! مجھے تو یہ ٹھیکہ ملا ہی اس شرط پر ہے آپ ضرور اپنا حصہ لیں لیکن آپؓ نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا پھر پچھلے سال کیوں لیا تھا؟ فرمایا وہ تو میرے رب نے اپنے وعدہ کے مطابق میرا قرض اُتارنا تھا جب وہ اُتر گیا ہے تو اب مَیں کیوں لوں۔ اس پر وہ ٹھیکیدار واپس چلا گیا۔

(حیات نور باب سوم صفحہ 182)

سامعین! حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں کو قحط سالی سے دوچار ہونا پڑا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ اسی دوران ایک بدو کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اللہ کے رسول! مال، جانور ہلاک ہو گئے اور بال بچے بھوکے ہیں، لہٰذا آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئیے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا، اُس وقت ہمیں آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ قسم ہے اس ذات کی! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ آپؐ نے اپنے ہاتھوں کو ابھی نیچے بھی نہیں کیا تھا کہ بادل پہاڑ کے مانند امنڈنے لگا اور آپؐ ابھی اپنے منبر سے اُترے بھی نہیں کہ مَیں نے دیکھا بارش کا پانی آپؐ کی داڑھی سے ٹپک رہا ہے، ہم پر اس دن، دوسرے دن اور اس کے بعد والے دن یہاں تک کہ دوسرے جمعہ تک برابر بارش ہوتی رہی، تو وہی اعرابی یا کوئی اور شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اللہ کے رسول! عمارتیں منہدم ہو گئیں اور مال واسباب ڈوب گئے، لہٰذا آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئیے۔ تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور آپ نے یوں دعا کی ’’اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا‘‘ اے اللہ! ہمارے اطراف میں برسا اور اب ہم پر نہ برسا چنانچہ آپؐ نے اپنے ہاتھ سے بادل کی جانب جس طرف سے بھی اشارہ کیا، وہ وہاں سے چھٹ گئے یہاں تک کہ مدینہ ایک گڈھے کی طرح لگنے لگا اور وادی پانی سے بھر گئی اور جو بھی کوئی کسی طرف سے آتا یہی بتاتا کہ خوب بارش ہوئی ہے۔

(صحیح بخاری)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا واقعہ ہے کہ 1909ء کے موسم برسات میں ایک دفعہ قادیان میں لگاتار آٹھ روز بارش ہوتی رہی۔ جس سے قادیان کے بہت سے مکانات گر گئے۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب مرحوم نے یہاں سے باہر ایک نئی کوٹھی تعمیر کی تھی وہ بھی گر گئی۔ آٹھویں یا نویں دن حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے ظہر کی نماز کے بعد فرمایا کہ مَیں دعا کرتا ہوں آپ سب لوگ آمین کہیں۔ دعا کرنے کے بعد آپؓ نے فرمایا کہ مَیں نے آج وہ دعا کی ہے جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر میں صرف ایک دفعہ کی تھی۔ یہ دعا بارش کے بند ہونے کی تھی۔ دعا کے وقت بارش بہت زور سے ہو رہی تھی اور اس کے بعد بارش بند ہو گئی اور عصر کی نماز کے وقت آسمان بالکل صاف تھا اور دھوپ نکلی ہوئی تھی۔

(اصحاب احمد جلد ہشتم صفحہ 71 طبع اول 1960ء)

2019ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جرمنی کا دورہ فرمایا۔ اس دوران تائیداتِ الٰہیہ کے جو نظارے ظاہر ہوئے ان کا مشاہدہ جہاں اپنوں نے تو کیا ہی وہاں غیروں نے بھی گواہی دی۔ چنانچہ اس دورہ کے دوران محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ باوجود بارش کی پیشگوئیوں کے مطلع صاف رہا اور جملہ پروگرام بخیر وعافیت سرانجام پائے۔ اس دورے کے حوالہ سے مہمانانِ کرام سے تاثرات لیے گئے ان تاثرات میں درج ذیل ایمان افروز واقعہ بھی ریکارڈ کا حصہ ہے۔ چنانچہ ’’انٹیگریشن

کمشنر مسٹر کرسٹوف مانجورا نے یاد دلایا کہ سنگِ بنیاد کی تقریب والے دن بھی بارش ہو رہی تھی مگر امام جماعتِ احمدیہ کی تشریف آوری کے ساتھ ہی مطلع صاف ہو گیا اور سورج نکل آیا اور تقریب کے انتظامات میں سہولت رہی اور آج بھی دن بھر سورج نکلا رہا اور کل سے پھر بارش کی پیش گوئی ہے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 13، دسمبر 2019ء صفحہ 16)

سامعین! اسی طرح قحط کے زمانہ میں بارش ہونے کے واقعات بھی ملتے ہیں۔ ایک مرتبہ گرمی کے موسم میں حضرت انس بن مالکؓ کی زمینوں کے کاردار نے آپ کے پاس آکر کہا کہ زمین خشک پڑ گئی ہے۔ آپؓ کھڑے ہوئے وضو کیا باہر نکل کر دو رکعت نوافل ادا کیے اور دعا کی۔ دیکھتے ہی دیکھتے آسمان پر بادل گھر آئے خوب بارش ہوئی۔ پل بھر میں جل تھل ہو گیا۔ جب بارش تھمی تو حضرت انسؓ نے ایک آدمی بھیجا کہ دیکھو! کتنی بارش ہوئی ہے۔ دیکھا! تو آپ کی زمین کے علاوہ کسی جگہ بارش نہ تھی۔

(ترمذی کتاب مناقب باب انس بن مالک)

جلسہ سالانہ 2012ء کے دوسرے دن کی تقریر کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے براعظم افریقہ میں ظاہر ہونے والے صدہا نشانات میں سے ایک نشان کا ذکر اس طرح فرمایا:

"امیر صاحب مالی لکھتے ہیں کہ گزشتہ سال بہت کم بارش ہوئی جس کی وجہ سے شدید مشکلات تھیں۔ انہوں نے مجھے بھی دعا کے لیے لکھا تو مَیں نے ان کو کہا تھا کہ نماز استسقاء پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ ہمارے ایک معلم بیان کرتے ہیں کہ ایک سکول ٹیچر محمد طورے صاحب ان کے پاس آئے اور بتایا کہ وہ باقاعدگی سے ریڈیو احمدیہ سنتے تھے لیکن جماعت سے کوئی رابطہ نہیں تھا۔ ایک دن سنا کہ جماعت کے خلیفہ نے اس علاقے کے لیے بارش کی خصوصی دعا کی ہے۔ پھر اس نے سنا کہ مالی جماعت کا امیر ان کے علاقے میں آرہا ہے تو دل میں خیال پیدا ہوا کہ وہ خود جا کر اُسے ملے۔ چنانچہ فراکو (Farako) گاؤں جہاں پروگرام تھا وہ وہاں پہنچ گیا۔ وہاں بھی اس نے امیر سے سنا کہ اس علاقے میں بارشوں کے لیے خلیفۃ المسیح نے دعا کی ہے اور پھر خصوصی نماز پڑھائی۔ اس نے اپنے دل میں رکھ لیا کہ اگر اس سال غیر معمولی بارش ہوتی ہے تو صرف دعا کا نتیجہ ہو گی۔ کیونکہ کئی سال سے اچھی بارشیں نہیں ہوئی تھیں۔ جب بارش کا موسم آیا تو اُس نے دیکھا کہ ہر دوسرے تیسرے دن بہت بارش ہو جاتی ہے۔ وہ اس چیز کا گواہ ہے کہ گزشتہ دس سالوں سے ایسی بارشیں نہیں ہوئیں۔ آج وہ اس لیے آیا ہے کہ احمدیت میں داخل ہو کیونکہ خدا خلیفہ کے ساتھ ہے۔ الحمدللہ۔ اب اس گاؤں میں کثرت سے لوگ بیعت کر رہے ہیں۔"

(الفضل انٹرنیشنل 3، اگست 2018ء صفحہ 18)

سامعین! حضرت سعد بن معاذؓ کو غزوہ خندق کے دوران ایک تیر کندھے کے پاس لگا کہ شریان پھٹ گئی اور ایسا خون بہا کہ رکنا مشکل ہو گیا۔ اس موقع پر حضرت سعدؓ نے یہ دعا کی "اے اللہ! تو جانتا ہے کہ مجھے تیری راہ میں جہاد سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں اور جہاد بھی ایسی قوم سے ہے جس نے تیرے رسولؐ کو جھٹلایا اور اُسے اس کے گھر سے نکالا۔ اے اللہ! مَیں خیال کرتا ہوں کہ تو نے غزوہ خندق کے ذریعہ سے آئندہ ہمارے اور ان کے درمیان جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اگر تو قریش کی جنگ میں کچھ باقی ہے تو مجھے ان کے مقابلے کے لیے زندہ رکھنا تا کہ مَیں تیری راہ میں ان سے جہاد کر سکوں اور اگر جنگ کا خاتمہ ہو چکا ہے تو پھر میری رگ خون کھول اور اس زخم کو میری شہادت کا ذریعہ بنا دے۔ ہاں! مگر مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک یہود بنی قریظہ کے فتنہ سے تُو میری آنکھیں ٹھنڈی نہ کر دے۔ حضرت سعدؓ کی یہ دعا عجب شان سے قبول ہوئی اور ان کے زخم کا جاری خون بند ہو گیا۔

(بخاری کتاب المغازی)

حضرت ماسٹر عبدالرحمن صاحبؓ جو سکھ خاندان میں پیدا ہوئے تھے اور پھر حق کی تلاش کرتے ہوئے احمدی ہو گئے۔ احمدی ہونے کے بعد ان کو تبلیغ کا بھی بہت شوق تھا۔ گو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے لیکن سردار عبدالرحمن صاحب کو تبلیغ کی طرف غیر معمولی توجہ تھی۔ اس کی ایک وجہ تھی۔ اس کا ذکر یوں ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ آپ کی بقیہ عمر کی مدت کتنی رہ گئی ہے۔ جب یہ مدت پوری ہونے کے قریب آئی تو ماسٹر صاحب نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی، بڑے روئے، گڑگڑائے کہ یا الٰہی! ابھی تو میرے بچوں کی تعلیم و تربیت مکمل نہیں ہوئی۔ بہت سی ذمہ داریاں میرے سر پر ہیں، میرے سپرد ہیں، میری عمر میں اضافہ فرمایا جائے۔ کہتے ہیں کہ ابھی دو منٹ ہی دعا میں گزرے ہوں گے کہ آپ کو الہام ہوا۔ وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی عمر میں اضافہ کر دیا کرتا ہے جو لوگوں کے لئے نافع وجود بن جائیں۔ اس پر آپ نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ کو تبلیغ احمدیت بہت پسند ہے اس لئے آپ نے تبلیغی اشتہارات شائع کئے اور روزانہ تبلیغ کرنے لگے اور پہلی بار جو مدّت بتائی گئی تھی اس سے کئی سال زیادہ گزر گئے۔ (اصحاب احمد جلد ہفتم صفحہ 131 جدید ایڈیشن)

سامعین! خدا تعالیٰ اپنے پیاروں کے لیے غیرت رکھتا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی دعائیں بھی بہت قبول ہوتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت سعدؓ ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو بُرا بھلا کہہ رہا تھا۔ حضرت سعدؓ نے اسے منع کیا اور کہا کہ تم ایسے لوگوں کو بُرا کہہ رہو جن کے ساتھ اللہ کا معاملہ گزر چکا۔ تم گالی گلوچ سے باز آجاؤ ورنہ مَیں تمہارے لیے بد دعا کروں گا۔ اس شخص نے طنزیہ کہا کہ یہ مجھے ایسے ڈرا رہا ہے جیسے نبی ہو۔ حضرت سعدؓ نے کہا کہ "اے اللہ! اگر یہ ایسے لوگوں کو بُرا بھلا کہتا ہے جن کے ساتھ تیرا معاملہ گزر چکا تو آج اسے عبرتناک سزا دے۔" اچانک ہی وہاں سے ایک بِدکی ہوئی اونٹنی گزری اور اس شخص کو روندتی ہوئی گزر گئی۔ لوگوں نے آپؓ کو کہا کہ اے ابو اسحاق! اللہ نے تیری دعا قبول کر لی۔

(اصابہ جز 3 صفحہ 83)

اس ضمن میں حضرت اللہ دتہ صاحبؓ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص نے بلا وجہ میرے آقا حضرت مسیح موعودؑ پر بڑا گندہ الزام لگایا۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ مَیں نے جواب میں یہ بات کہہ دی کہ مجھے روزہ ہے مَیں آپ کی بد تہذیبی کا جواب دینا پسند نہیں کرتا۔ تین ماہ تک مَیں نے اس شخص کے متعلق رو رو کر دعائیں کیں۔ تین ماہ کے بعد یکدم طبیعت رک گئی۔ مَیں سمجھ گیا کہ دعا منظور ہو چکی ہے۔ چند روز کے بعد اس کی لڑکی کسی پٹھان کے ساتھ گھر سے بھاگ گئی۔ تین ماہ کے بعد لڑکی اور پٹھان پکڑے گئے۔ عدالت میں مقدمہ پیش ہوا ہر پیشی پر وہ بیان دیتا کہ میری لڑکی کو یہ پٹھان نکال کر لے گیا تھا۔ اس کے بعد پٹھان کو سزا ہو گئی۔ اس شخص کی حالت یہ ہو گئی کہ وہ پٹھانوں سے ڈرتا کبھی کسی کوارٹر میں رات بسر کرتا اور کبھی کسی میں اپنے بچوں کو لے کر چھپتا پھرتا ہے۔ میرے آقا پر گندہ الزام لگانے کا نتیجہ اُس نے دیکھ لیا۔

(تحدیث بالنعمۃ صفحہ 30-31)

حضرت ڈاکٹر محمد طفیل خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ شان تھی کہ جس کسی نے بھی حضور کی ذلت و رسوائی چاہی وہ سزا سے نہ بچ سکا۔ ایک مولوی غوث محمد صاحب ساکن بھیرہ مشن سکول بٹالہ میں عربک ٹیچر تھے۔ ایک موقع پر انہوں نے اپنے مدرسے کے مسلم سٹاف کے روبرو سیدنا حضرت صاحب کی شان میں سخت گستاخانہ کلمات منہ سے نکالے۔ مجھے اُن کی یہ حرکت سخت ناگوار گزری۔ اُسی وقت میرا دل اللہ کریم سے دعا کی طرف مائل ہو گیا اور مَیں نے دعا کی کہ مولیٰ کریم! اس شخص نے گو تیرے پیارے مرسل کے متعلق سخت گستاخی کے الفاظ استعمال کئے ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ جہالت اور عدمِ علمی کی وجہ سے اُس کے منہ سے ایسے الفاظ نکل گئے ہوں اور حقیقت کے معلوم ہونے پر تائب ہو جائے۔ اس لئے اللہ کو درخواست کی کہ تیرے حضور، تیری درگاہ سے یہ چاہتا ہوں کہ حضور اُن کو کوئی ایسا نشان دکھائیں جو ان کے لئے عبرت کا تو باعث ہو لیکن اس میں اُن کے لئے کوئی سزا مقدر نہ رکھی جائے۔ تو خدا تعالیٰ نے اُس کو یہ نشان دکھایا کہ ریل میں سفر کرتے اُن کا ڈیڑھ دو ماہ کا بچہ کئی دفعہ اپنی ماں کی گود سے گرا اور گر کر اُچھلا اور گاڑی کے فرش پر بھی گرا لیکن چوٹ سے محفوظ رہا۔ جب انہوں نے اس حادثے کا اپنے سفر سے واپسی پر احباب میں ذکر کیا تو مَیں نے اُن کو بتایا کہ آپ کے اُس دن کے واقعہ کے بعد مَیں نے دعا کی تھی کہ آپ کو کوئی ایسا نشان دکھایا جائے جس میں آپ مضرّات سے محفوظ رہیں۔ اس دعا کے مطابق خدائے کریم نے آپ کو نشان دکھا تو دیا ہے اس کی قدر فرمائیں۔ لیکن انہوں نے شوخی سے جواب دیا کہ یہ اتفاق ہے۔ مَیں کسی نشان کا قائل نہیں ہوں۔ چونکہ اس نشان سے انہوں نے فائدہ نہ اُٹھایا۔ خدا نے اُن کو پھر اپنی گرفت میں لے لیا۔ وہ بخار میں اچانک مبتلا ہو گئے اور اُسی بخار سے مر گئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 11 صفحہ 156۔ روایات ڈاکٹر محمد طفیل خاں صاحبؓ)

سامعین! حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ کو 8 ہجری میں بعض تجارتی قافلوں کی نقل و حرکت کا پتہ چلانے کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اہم رازدارانہ مہم سونپی جس میں تین سو صحابہ آپ کے ساتھ ساحل سمندر کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ زمانہ بہت تنگی کا تھا جو کچھ زادِ راہ لیا تھا وہ ختم ہو گیا۔ فاقہ کش لشکر کے لیے خوراک کا انتظام بھی آپ کی ذمہ داری تھی۔ آپ نے تمام سپاہیوں کے پاس باقی ماندہ زادِ راہ اکٹھی کر کے راشن کی دو بوریاں اکٹھی کر لیں اور آئندہ کے لیے راشن کی تقسیم کا ایسا انتظام کیا کہ ہر سپاہی کو زندہ رہنے کے لیے کچھ خوراک ملنے لگی۔ صحابہؓ بیان کرتے ہیں کہ بعض دفعہ ایک شخص کو صرف ایک کھجور ملا کرتی تھی۔ جب یہ اجتماعی زادِ راہ بھی ختم ہو گئی تو ہم نے درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کیا اور جانوروں کی مینگنیوں جیسا پاخانہ کرتے رہے۔ تب حضرت ابو عبیدہؓ کی عادلانہ تقسیم اور دعاؤں نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جوش دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان فاقہ کشوں کی دعوت کا خود انتظام فرمایا اور سمندر کو حکم دیا کہ ایک بہت بڑی مچھلی راہِ مولیٰ میں بھوک برداشت کرنے والوں کے ساحل سمندر پر ڈال دے۔ چنانچہ اِس مچھلی کا گوشت اور تیل مسلسل کئی روز استعمال کرنے سے صحابہ کی صحت اچھی ہو گئی۔ (بخاری کتاب المغازی)

حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ

”ایک دفعہ مَیں کشتی میں بیٹھا دریا کی سیر کر رہا تھا اور بھائی عبد الرحیم صاحب میرے ساتھ تھے۔ میرے لڑکے ناصر احمد نے بچپن کے لحاظ سے کہا کہ ابا جان! اگر اس وقت ہمارے پاس کوئی مچھلی بھی ہوتی تو بڑا مزا آتا۔ اس وقت یکدم میرے دل میں خیال پیدا ہوا لوگ تو خواجہ خضر سے کچھ اور مراد لیتے ہیں مگر مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ خضر ایک فرشتہ ہے جس کے قبضہ میں اللہ تعالیٰ نے دریا رکھے ہوئے ہیں۔ جب ناصر احمد نے یہ بات کہی تو مَیں نے کہا خواجہ خضر ہم آپ کے علاقہ میں سے گزر رہے ہیں۔ ہماری دعوت کیجیے اور ہمیں کھانے کے لیے مچھلی دیجئے۔ جونہی مَیں نے یہ فقرہ کہا بھائی جی کہنے لگے آپ نے یہ کہہ دیا کہ خواجہ خضر ہماری دعوت کریں۔ اس سے تو بچے کی عقل ماری جائے گی۔ مگر ابھی بھائی جی کا یہ فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ یکدم ایک بڑی سی مچھلی کود کر ہماری کشتی میں آ پڑی اور مَیں نے کہا بھائی جی! لیجئے مچھلی آ گئی۔ چنانچہ اس کے بعد ہم نے وہ مچھلی پکا کر تبرک کے طور پر سب ہمراہیوں کو تھوڑی چکھائی کہ یہ ہمارے خدا کی طرف سے مہمان نوازی ہوئی ہے۔“

(سوانح فضل عمر جلد پنجم صفحہ 98)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ان بزرگوں کی قبولیت دعا کے بے شمار واقعات ہیں اور یہ سلسلہ آج تک اللہ تعالیٰ نے جاری فرمایا ہوا ہے۔ آج بھی ہم دیکھتے ہیں، ہمارے مبلغین بھی میدانِ عمل میں دیکھتے ہیں اور دوسرے خدام سلسلہ کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ نے یہ سلوک روا رکھا ہوا ہے کہ ان کی دعاؤں کو قبولیت کا شرف بخشتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ احمدیوں کو قبولیت دعا کے نشانات دکھاتا ہے۔ جیسا کہ ہم دیکھ بھی چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ایسے لوگ عطا فرماتا رہا ہے اور فرما رہا ہے جو ستاروں کی طرح چمکتے ہوئے لوگوں کی ہدایت کا باعث بنتے رہے ہیں اور بن رہے ہیں...... پس آج روئے زمین پر پھیلے ہوئے ہر احمدی کو دعاؤں کے ذریعہ سے، اپنی عبادتوں کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق جوڑ کر ان برگزیدوں میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے جو روشن ستاروں کی طرح آسمان پر چمک رہے ہیں۔ جنہوں نے پہلوں سے مل کر دنیا کے لئے ہدایت کا موجب بننا ہے اور آسمانی بادشاہت کو پھر سے دنیا میں قائم کرنا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم خاتم الاولیاء اور خاتم الخلفاء کی پیروی کرتے ہوئے اپنی عبادتوں کو سنوارتے ہوئے، قبولیت دعا کے نظارے دیکھتے چلے جائیں۔“

(خطبہ جمعہ 8 ستمبر 2006ء)

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡